رضی اللہ عنہ

حضرت حذیفہ بن الیمان

محمد خالد جذبی

حضرت حذیفہ بن الیمانؓ

ان صحابیؓ کا تذکرہ جو "رازدانِ رسولؐ" کے لقب سے مشہور ہوئے

اسلامی تاریخ سے ایک سنہرا باب

☆ محمد خالد جذبی

"تم چاہو تو مہاجرین میں شامل ہو جاؤ اور اگر چاہو تو انصار میں شمولیت اختیار کر لو، تمہیں اختیار ہے۔ دونوں میں سے جو بھی پسند ہو، اپنا لو۔" یہ ہیں وہ الفاظ جو حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت حذیفہؓ "ابن الیمان" سے اس وقت فرمائے تھے جب وہ پہلے پہل دربار رسالتماب میں حاضر ہوئے۔

حضرت حذیفہؓ کے والد حضرت یمانؓ مکی تھے اور قبیلہ بنی عبس سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے ہی قبیلے کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ مکہ چھوڑنے اور یثرب میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ وہاں انہوں نے قبیلہ بنی عبد الاشہل کے ساتھ حلیفانہ معاہدہ کر لیا، پھر اسی خاندان میں شادی کر لی اور وہیں حضرت حذیفہؓ کی پیدائش ہوئی۔ بعد میں جب وہ خدشات دور ہو گئے جو ان کے اور مکہ کی آمدورفت کے درمیان حائل تھے تو وہ آزادی کے ساتھ وہاں آنے جانے لگے لیکن ان کا قیام زیادہ تر مدینہ ہی میں رہتا۔ جب آفتاب اسلام جزیرہ نمائے عرب پر ضو فگن ہوا تو حضرت یمانؓ بنو عبس کے دس افراد پر مشتمل اس وفد کے ایک رکن تھے جس نے بارگاہ نبوت میں باریاب ہو کر قبول اسلام کا اعلان کیا تھا۔ یہ واقعہ ہجرت نبوی سے پہلے کا ہے۔ اس طرح حضرت حذیفہؓ اپنی نسل کے اعتبار سے مکی اور پیدائش و پرورش کے لحاظ سے مدنی تھے۔ ان کی پرورش و پرداخت ایک مسلم گھرانے میں ایسے مسلمان والدین کی آغوش میں ہوئی تھی جو ابتدا ہی میں اسلام کے ٹھنڈے اور خوشگوار سائے میں آ گئے تھے۔ اس طرح حضرت حذیفہؓ آنحضورؐ کے دیدار سے مشرف ہونے سے قبل ہی دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔

حضرت حذیفہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے بے حد مشتاق تھے۔ اسلام لانے کے بعد سے وہ حضورؐ کے حالات اور اوصاف کے متعلق لوگوں سے برابر پوچھتے رہتے اور ان کے دل میں آتش شوق دید اور زیارت ہمیشہ بھڑکتی رہتی تھی۔ آخر کار سمند شوق پر سوار وہ آپؐ کی ملاقات کے لئے مدینہ جا پہنچے اور بارگاہ نبوت میں حاضر ہوتے ہی دریافت کیا۔

"اللہ کے رسولؐ! میں مہاجر ہوں یا انصاری؟"

"تم چاہو تو مہاجرین میں شامل ہو جاؤ اور اگر چاہو تو انصار میں شمولیت اختیار کر لو، تمہیں اختیار ہے۔ دونوں میں سے جو بھی پسند ہو، اپنا لو۔" آپ نے فرمایا۔

"یا رسول اللہؐ! میں انصاری ہوں۔" حضرت حذیفہؓ نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے پہنچے تو حضرت حذیفہؓ نے حضورؐ کی صحبت اختیار کر لی۔ وہ سائے کی طرح آپؐ کے ساتھ لگے رہے اور غزوہ بدر کے سوا تمام غزوات میں حضورؐ کے ساتھ شریک رہے۔ غزوہ بدر میں اپنی عدم شرکت کی وجہ انہوں نے خود ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

"میں اس وقت اپنے والد کے ساتھ ایک ضرورت سے مدینے سے باہر گیا ہوا تھا۔ وہاں کفار قریش نے ہم دونوں کو گرفتار کر لیا اور پوچھا کہ تم لوگ کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے بتایا کہ مدینہ، انہوں نے پوچھا کہ کیا تم لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جانا چاہتے ہو؟ ہم نے جواب دیا کہ ہم مدینہ جانا چاہتے ہیں۔ وہ ہم کو اس شرط پر رہا کرنے پر آمادہ ہوئے کہ ہم ان سے اس بات کا عہد کریں کہ نہ ہم ان کے خلاف محمدؐ کی مدد کریں گے، نہ جنگ میں ان کا ساتھ دیں گے۔ یہ عہد لے

کر جب انہوں نے ہم کو رہا کیا تو ہم نے مدینے پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صورت حال سے آگاہ کیا' اور آپؐ سے دریافت کیا کہ ایسی حالت میں ہم کیا کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اپنا عہد پورا کرنے اور ان کے خلاف خدائے تعالیٰ سے استعانت کی تاکید فرمائی۔"

جنگ احد میں حضرت حذیفہؓ اور ان کے والد حضرت یمانؓ دونوں نے شرکت کی۔ حضرت حذیفہؓ نے اس میں خوب داد شجاعت دی اور اختتام جنگ کے بعد صحیح سالم واپس لوٹے لیکن ان کے والد حضرت یمانؓ نے جام شہادت نوش فرمایا اور ان کو یہ سعادت مشرکین کی بجائے مسلمانوں کی تلوار سے حاصل ہوئی۔ ہوا یہ کہ اس غزوے کے موقع پر رسول اللہؐ نے حضرت یمانؓ اور حضرت ثابت بن وقشؓ کو عورتوں اور بچوں کے ساتھ ایک محفوظ جگہ میں چھوڑ دیا کیونکہ یہ دونوں حضرات کافی ضعیف اور سن رسیدہ تھے۔ جب معرکہ کارزار گرم ہوا تو حضرت یمانؓ نے اپنے ساتھی سے کہا۔

"ہم کس بات کے منتظر ہیں؟ خدا کی قسم' اب ہماری عمر کا بہت قلیل حصہ باقی رہ گیا ہے۔ ہم بہت جلد اپنی حیات پوری کرنے والے ہیں تو کیوں نہ ہم اپنی تلواریں لے کر رسول اللہؐ کے ساتھ جنگ میں شریک ہو جائیں۔ ممکن ہے' خدائے تعالیٰ ہم کو دولت شہادت سے بہرہ ور فرمائے۔"

پھر وہ دونوں اپنی اپنی تلواریں لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت ثابت بن وقشؓ کو تو مشرکین کے ہاتھوں شہادت نصیب ہوئی مگر حضرت یمانؓ پر نادانستگی میں مسلمانوں کی تلواریں برسنے لگیں۔ حضرت حذیفہؓ "میرے والد --- میرے والد ---" پکارتے رہ گئے مگر کسی نے ان کی آواز پر دھیان نہ دیا اور بوڑھے یمانؓ اپنے ساتھیوں کی تلواروں سے زخمی ہو کر گرے اور گوہر مقصود اپنے دامن میں سمیٹے بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو گئے۔ حضرت حذیفہؓ صرف اتنا کہہ کر رہ گئے کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی مغفرت کرے' وہ ارحم الراحمین ہے --- پھر رسول اللہؐ نے چاہا کہ بیٹے کو اس کے باپ کی دیت ادا کر دیں مگر حضرت حذیفہؓ نے یہ کہہ کر دیت لینے سے معذرت کر دی کہ وہ شہادت کے طالب تھے اور ان کی مطلوبہ چیز ان کو حاصل ہو گئی۔ خدایا! تو گواہ رہنا' میں نے اپنے باپ کی دیت کو مسلمانوں پر صدقہ کر دیا --- اس وسیع الظرفی اور کشادہ دلی نے رسول اللہؐ کی بارگاہ میں ان کا مرتبہ اور بلند کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی صلاحیتوں کو بھانپ کر ان کے اندر پوشیدہ اور مخفی صلاحیتوں سے ان کے حسب استعداد کام لیا کرتے تھے۔ آپ نے جب اس پہلو سے حضرت حذیفہؓ کو جانچا تو ان کے اندر تین اعلیٰ ترین اور غیر معمولی خوبیوں کا انکشاف ہوا۔ ایک تو غیر معمولی ذہانت جس سے کام لے کر وہ مشکل سے مشکل مسائل کو بہ آسانی حل کر لیا کرتے۔ دوسری زود فہمی اور حاضر دماغی جس کے ذریعہ وہ بہت جلد معاملے کی تہہ تک پہنچ جاتے اور تیسری چیز تھی رازداری' جس پر وہ سختی کے ساتھ کاربند تھے --- مدینے میں رسول اللہؐ اور مسلمانوں کے سامنے سب سے مشکل اور ان کے لئے سب سے زیادہ پریشان کن مسئلہ یہ تھا کہ یہودیوں اور ان کے ہم خیال وہم مشرب مشرکین میں منافقین کا ایک گروہ موجود تھا جو اپنی گھناؤنی سازشوں اور مکروہ ریشہ دوانیوں کے ذریعہ نبی کریمؐ اور مسلمانوں کی راہ میں طرح طرح کی مشکلات کھڑی کرتا رہتا تھا۔ آپؐ نے حضرت حذیفہؓ کو ان تمام منافقوں کے ناموں سے آگاہ کر دیا تھا۔ یہ ایک ایسا راز تھا جس سے حضرت حذیفہؓ کے سوا کسی دوسرے کو مطلع نہیں کیا تھا اور یہ خدمت ان کے سپرد کی تھی کہ وہ ان منافقین کی سرگرمیوں اور ان کی حرکات و سکنات پر برابر نظر رکھیں اور ان کی طرف سے پیش آنے والے خطرات کا سدباب اور تدارک کریں۔ اسی وجہ سے حضرت حذیفہؓ "رازدان رسولؐ" کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ یوں تو رسول اللہؐ مختلف مواقع پر بہت سی اہم اور نازک ذمہ داریوں کی ادائیگی میں حضرت حذیفہؓ کا تعاون حاصل کرتے تھے لیکن سب سے مشکل اور خطرناک ذمہ داری جس میں ان کی ذہانت' زود فہمی اور رازداری کا

زبردست امتحان تھا' اس وقت ان کے حوالے کی گئی تھی جب غزوہ خندق کے موقع پر دشمن نے ہر طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ کر رکھا تھا اور محاصرے کے طول پکڑ جانے کی وجہ سے مسلمانوں کی پریشانیاں اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھیں' یہاں تک کہ آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے۔ مسلمانوں کی تو یہ حالت تھی لیکن قریش اور ان کے حلیف مشرک قبائل کی حالت بھی ان سخت گھڑیوں میں مسلمانوں سے بہتر نہیں تھی۔ ان کے قدم ڈگمگا گئے۔ خدائے تعالیٰ نے ان کے اوپر تیز آندھی کا عذاب مسلط کر دیا تھا جس سے ان کے خیمے الٹ گئے' دیگیں اوندھی ہو گئیں اور ان کے چولھے بجھ گئے۔ ہوا کے تیز جھکڑوں نے ان کے چہروں پر کنکریوں کی بوچھاڑ کر دی اور ان کی آنکھوں اور نتھنوں کو گرد و غبار سے بھر دیا۔ جنگ کے ان نازک اور فیصلہ کن لمحات میں جو فریق گھبرا کر صبر و ثبات کا دامن ہاتھوں سے چھوڑ دیتا ہے وہ ناکام و نامراد رہتا ہے اور وہ فریق جو ضبط و تحمل سے کام لیتا ہے اور فریق مخالف کے راہ فرار اختیار کرنے کے بعد تک محاذ پر ڈٹا رہتا ہے' فتح مند اور کامران ہوتا ہے اور ایسے لمحات میں جو جنگ کے انجام پر فیصلہ کن طور پر اثر انداز ہوتے ہیں' برتری اسی فریق کو حاصل ہوتی ہے جو فریق ثانی کے حالات سے مکمل طور پر آگاہی حاصل کر کے اپنے موقف کا تعین کرتا اور نقشہ جنگ کو ترتیب دیتا ہے۔ اس لئے رسول اللہؐ کو حضرت حذیفہؓ کی صلاحیتوں اور ان کے تجربات سے کام لینے کی ضرورت محسوس ہوئی اور آپ نے طے کیا کہ کوئی آخری اور فیصلہ کن قدم اٹھانے سے پہلے ان کو رات کی تاریکی میں دشمن کے کیمپ میں بھیج کر اس کے حالات معلوم کر لیں۔ تن تنہا دشمن کے کیمپ میں جانا' موت کے منہ میں جانے کے مترادف تھا لیکن جذبہ اطاعت و جاں نثاری کی رہ نمائی میں حضرت حذیفہؓ نے اس مہم کو کس طرح انجام دیا' اس کو انہوں نے خود اپنے الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے۔

"اس رات ہم لوگ صفیں باندھے محاذ پر ڈٹے ہوئے تھے۔ ابو سفیان اور اس کے ساتھی مشرکین ہم سے بالائی جانب صف آرا تھے اور بنو قریظہ کے یہودی ہم سے نشیب کی طرف تھے۔ ہم لوگوں کو بنو قریظہ کے ان یہودیوں سے اپنے اہل و عیال کے متعلق سخت خطرات لاحق تھے۔ وہ رات ظلمت' ٹھنڈک اور ہواؤں کی شدت کے لحاظ سے محاصرے کی شدید ترین رات تھی۔ ہوائیں اس طرح گرج رہی تھیں جیسے وہ کانوں کے پردے پھاڑ ڈالیں گی اور تاریکی کا یہ عالم تھا کہ ہم کو اپنے ہاتھ نہیں دکھائی دیتے تھے۔ ایسی سخت گھڑیوں میں منافقین' رسول اللہؐ سے اپنے اپنے گھر لوٹ جانے کی اجازت مانگنے لگے۔ وہ کہتے کہ ہمارے مکانات دشمن کے سامنے کھلے پڑے ہیں حالانکہ وہ کھلے ہوئے نہ تھے۔ منافقین میں سے جو بھی آپؐ سے جانے کی اجازت مانگتا' آپؐ اسے اجازت مرحمت فرما دیتے۔ یہاں تک کہ محاذ پر صرف تقریباً' تین سو آدمی رہ گئے تھے۔ اس وقت نبی کریمؐ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک ایک کر کے ہم میں سے ہر شخص کے پاس تشریف لائے۔ آپؐ میری طرف بھی آئے اس وقت ٹھنڈک سے بچاؤ کے لئے میرے پاس صرف بیوی کی ایک ہلکی سی چادر تھی جو میرے گھٹنوں تک بھی نہیں پہنچتی تھی--- حضورؐ میرے قریب آئے۔ میں زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا۔ آپؐ نے پوچھا کہ کون ہے؟--- میں فاقے اور سردی کی شدت کے مارے زمین کی طرف سمٹ گیا اور بولا کہ اے اللہ کے رسولؐ! میں حذیفہؓ ہوں' حذیفہ بن یمان--- آپ مجھ سے اور قریب آ گئے اور سرگوشی کے انداز میں فرمایا کہ تم چپکے سے دشمن کے کیمپ میں جاؤ اور اس کے حالات معلوم کر کے مجھے آگاہ کرو--- حکم سن کر انتہائی خوف اور سخت ٹھنڈک کے باوجود میں نے موت کی وادی کی سمت قدم اٹھا دیئے اور آپؐ کی زبان مبارک سے میری لئے دعا کے الفاظ نکلے--- "خدایا! اس کی حفاظت فرما۔ اس کے سامنے سے' اس کے پیچھے سے' اس کے دائیں سے' اس کے بائیں سے' اس کے اوپر سے اور اس کے نیچے سے---" رسول اللہؐ کی دعا کے یہ الفاظ ابھی ختم بھی نہیں ہونے پائے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل سے خوف اور میرے جسم سے ٹھنڈک کے اثرات کو زائل کر دیا۔ جب میں جانے کے لئے مڑا تو رسول اللہؐ نے مجھے پکارا اور فرمایا کہ حذیفہؓ! دیکھو' ان کے کیمپ میں پہنچ کر کوئی اقدام نہ

کرنا۔ میں نے کہا' بہت اچھا۔ پھر خاموشی کے ساتھ تاریکی کے پردے میں چلتا ہوا مشرکین کے لشکر میں پہنچ گیا اور ان کے درمیان اس طرح گھل مل گیا گویا میں انہیں میں کا ایک فرد ہوں۔ میری پہنچنے کے کچھ ہی دیر کے بعد ابو سفیان ان کے درمیان تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوا۔ اس نے کہا۔۔۔ "قریش کے لوگو! میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں مگر مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں یہ بات محمدؐ تک نہ پہنچ جائے۔ اس لئے تم میں سے ہر شخص اپنے بغل والے کو اچھی طرح سے دیکھ لے۔"۔۔۔ میں نے اپنے پہلو میں بیٹھے آدمی کا ہاتھ پکڑا' اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا فلاں' ابن فلاں اور پھر ابو سفیان نے تقریر کا سلسلہ آگے بڑھایا۔۔۔ "قریش کے لوگو! اب تمہارے لئے یہاں مزید ٹھہرنے کی کوئی گنجائش نہیں رہ گئی ہے۔ تم دیکھ ہی رہے ہو کہ ہمارے جانور ہلاک ہوتے جارہے ہیں' بنو قریظہ کے یہودی ہم سے کنارہ کش ہو چکے ہیں اور تند و تیز ہواؤں کے ہاتھوں جن پریشانیوں اور مصیبتوں کا سامنا ہمیں کرنا پڑ رہا ہے' ان کا بھی تم مشاہدہ کر رہے ہو۔ اس لئے اب بہتر یہی ہے کہ تم یہاں سے کوچ کر چلو' میں خود بھی واپس جارہا ہوں۔"۔۔۔ یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ کے پاس آیا' اس کے گھٹنے سے بندھی ہوئی رسی کھولی اور اس پر سوار ہو گیا۔ پھر اسے ایک کوڑا رسید کردیا' اونٹ اچھل کر کھڑا ہو گیا اور اپنے سوار کو لے کر روانہ ہو گیا۔ اگر رسول اللہؐ نے واپسی سے پہلے مجھے کسی اقدام سے روک نہ دیا ہوتا تو اس وقت تیر مار کر ابو سفیان کو قتل کر ڈالنا میرے لئے بہت آسان تھا۔ اس کے بعد جب میں نبی اکرمؐ کی خدمت میں واپس آیا تو دیکھا آپؐ ازواج مطہرات میں سے کسی کی چادر اوڑھے نماز میں مشغول ہیں۔ آپؐ نے مجھے دیکھا تو اپنے قریب بلایا' میں جاکر آپؐ کے قدموں میں بیٹھ گیا اور آپؐ نے میرے اوپر اپنی چادر کا ایک کنارہ ڈال دیا۔ میں نے پوری رپورٹ خدمت اقدس میں پیش کردی جسے سن کر آپؐ بہت خوش ہوئے' اس پر اللہ کی تعریف کی اور اس کا شکر ادا کیا۔"

حضرت حذیفہ ابن الیمانؓ زندگی بھر منافقین سے متعلق رسول اللہؐ کے رازوں کے امین رہے۔ خلفائے راشدین منافقوں کے متعلق ہمیشہ ان کی طرف رجوع کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت عمر بن خطابؓ کا تو یہ حال تھا کہ جب بھی کسی مسلمان کا انتقال ہوتا تو وہ لوگوں سے دریافت فرماتے کہ حذیفہؓ اس کی نماز جنازہ میں شریک ہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہوتا تو وہ بھی شریک جنازہ ہوتے' بصورت دیگر انہیں اس کے مومن مخلص ہونے میں شک ہو جاتا اور نماز جنازہ نہ پڑھتے۔ ایک بار انہوں نے حضرت حذیفہؓ سے دریافت کیا کہ میرے گورنروں میں سے کوئی منافق ہے؟ حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ ہاں' ایک ہے۔۔۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ کون؟ مگر حضرت حذیفہؓ نے اس کا نام بتانے سے معذرت کردی۔

شاید کچھ لوگوں کو یہ بات نہ معلوم ہو کہ حضرت حذیفہؓ نہاوند' دینور' ہمدان اور رے کے فاتح تھے اور تمام مسلمانوں کے ایک مصحف پر جمع کئے جانے کے محرک بھی یہی حضرت حذیفہؓ تھے مگر ان تمام خدمات اور عظیم الشان کار ناموں کے باوجود خدا کے خوف اور اس کی گرفت سے ہمیشہ لرزہ براندام رہتے تھے۔ جب ان کا مرض الموت شدت اختیار کر گیا اور وقت موعود قریب آپہنچا تو کچھ صحابہؓ رات کے پچھلے پہر ان کی عیادت کو تشریف لائے۔ حضرت حذیفہؓ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون سا وقت ہے؟ جب ان کو بتایا گیا کہ اب صبح ہونے ہی والی ہے تو فرمایا۔

"میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس صبح سے جو مجھے جہنم میں پہنچادے گی۔"

پھر پوچھا کہ کفن لائے ہو؟ کہا گیا' ہاں تو فرمایا کہ دیکھو! میرے کفن میں غلو سے کام نہ لینا۔ اگر خدائے تعالیٰ کے یہاں میری لئے خیر ہے تو وہاں مجھے اس سے اچھا لباس مل جائے گا۔ پھر کہنے لگے' خدایا! تو جانتا ہے کہ میں ہمیشہ فقر کو غنا پر' تواضع کو تکبر پر اور موت کو زندگی پر ترجیح دیتا رہا۔ پھر طائر روح قفس خاکی کو چھوڑ کر اپنے ابدی اور دائمی آشیانے کی طرف پرواز کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

OO

خدائے تعالیٰ حضرت حذیفہؓ بن الیمانؓ پر رحم فرمائے۔ آمین!